سوال

(03) ایک شیعہ بھائی کے چند سوال اوران کے جواب

جواب

السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

تمسک بہ قرآن وعترت

روایات کتب شیعہ کی حیثیت استناد

ایک شیعہ بھائی کے چند سوال ہیں جو مع جواب درج ذیل ہیں :

(1) ایک حدیث میں ہے : «اَنی ترکت فیکم مااِن تمسکتم بہ لن تضلوا کتاب اللہ وعترتی» (مشکوۃ) یعنی ''کتاب اللہ اور میرے اہل بیت سے تمسک کئے رہو ہے تو گمراہ نہ ہوگے۔''

(2) دوسری ایک روایت میں حضرت علی کے بارے میں ہے : «انامدینة العلم وعلی بابھا۔» علاوہ ازیں اہل بیت پاک بے مثال ہیں کیونکہ آیت تطہیر صرف انہی کے حق میں اتری ہے۔ اہل بیت کے ان فضائل کے ہوتے ہوئے آپ لوگ اہل بیت کی تفسیر، احایث فقہ کو چھوڑ کر امام ابوحنیفہ اور بخاری، مسلم کی احادیث کو کیوں لیتے ہیں؟ (سائل محمد بشیر غوری بنگلہ گوگیرہ)

الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلاة والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد!

ذکر کردہ حدیث کا صحیح مطلب یہ ہے کہ اہل بیت سے محبت رکھی جائے، ان کی سیرت کو اختیار کیا اور ارشادات پر عمل کیا جائے تاہم اس میں یہ لحاظ رکھا جائے کہ وہ کتاب وسنت سے متصادم ہوں نہ ہوں جیسا کہ شارحین حدیث نے لکھا ہے۔ قال السید جمال الدین اذالم یکن مخالفا للدین (مرقاۃ شرح مشکوۃ ص600ج5) یعنی اہل بیت کے اقوال سے تمسک کے لئے ضروری ہے کہ وہ شریعت کے مخالف نہ ہوں۔ قال ابن الملک : التمسک بالکتاب عمل بما فیہ وہوالاتمار باوامر اللہ والانتھاء بنواہیہ ومعنی التمسک بالعترۃ محبتہم والاہتداء بہدیہم وسیر تہم (مرقاۃ ایضا) یعنی تمسک بالکتاب یہ ہے کہ قرآن کے تمام اوامر پر عمل کیا جائے اور نواہی سے اجتناب کیا جائے اور اہل بیت کے تمسک کا مطلب یہ ہے کہ ان کی سیرت اور طریقہ کو اختیار کیا جائے۔" الحمد للہ اہل سنت والجماعتہ ان دونوں کو ختیار کیے ہوئے ہیں۔ قرآن مجید کے کسی بھی امر یا نہی کو چیلنج کرنا ہمارے نزدیک کفر ہے اور اہل بیت کے ساتھ ادنیٰ گستاخی بھی گناہ کبیرہ جانتے ہیں ع

کفراست در طریقت ماکینہ داشتن

آئین! آئیں ما است سینہ چوں آئینہ داشتن!

قرآن کے بارے میں شیعوں کا عقیدہ:

البتہ شیعہ حضرات دونوں باتوں کے مخالف ہیں۔ قرآن مجید کو وہ قرآن ھی نہیں مانتے (معاذاللہ) جو رسول اللہ ﷺ پر نازل ہوا تھا کہتے ہیں کہ (معاذاللہ) ہی محرف ھے۔ چنانچہ احتجاج طبرسی میں ہے: ولوسرحت لک کل ما اسقط وحرف وبذل ممایجری ہذا المجری لطال وظہر ما حظرہ التقیۃ اظہارہ (ص 128 مطبوعہ ایران) ''اگر میں سب کچھ تفصیل سے بتاؤں جو آیتیں قرآن سے خارج کردی گئی ہیں یا جن میں تحریف اور تبدیلی کردی گئی ہے تو بات طویل ہوجائے گی اور جس راز کے افشا کرنے سے تقیہ مانع ھے وہ ظاہر ہوجائے گا۔

قرآن میں کمی بیشی:

عن ہشام بن سالم عن ابی عبداللہ علیہ السلام قال ان القرآن الذی جاء بہ جبریل علیہ السلام سبعۃ عشر الف آیۃ- (اصول کافی ص 671 باب النوادر)

''حضرت جعفر کہتے ہیں کہ جو قرآن حضرت جبرئیل جناب نبی کریم ﷺ پر لائے تھے وہ سترہ ہزار آیات پر مشتمل تھا۔''

جبکہ موجودہ قرآن 6666 آیات پر مشتمل ہے ''فصل الخطاب ص30 ''میں ہے ''شیعی علماء کا اس بات پر اتفاق ہے کہ تحریف قرآن پر دلالت کرنے والی روایات متواتر ہیں۔ "اور تفسیر صافی کے مقدمہ میں شیعی مفسر جناب کاشی لکھتے ہیں کہ ''قرآن کچھ وہی ھے کچھ بدلا ہوا ہے اور کچھ حذف کردیا گیا ہے۔'' گویا اللہ تعالیٰ نے جو اِنَّا نَحۡنُ نَزَّلۡنَا الذِّكۡرَ وَاِنَّا لَهٗ لَحٰـفِظُوۡنَ کے ذریعے اس کی حفاظت کا اعلان فرمایا تھا، وہ غلط تھا یا وقت نے اسے غلط ثابت کردیا۔ نعوذباللہ من ذلک

اہل بیت کے بارے میں شیعوں کا طرز عمل:

یہی حال شیعوں کا اہل بیت کے ساتھ بھی ہے۔ گوان کی محبت و عقیدت کا دم بھرتے بلکہ ٹھیکیدار بنے پھرتے ہیں، لیکن در حقیقت وہ قرآن کے ساتھ ساتھ ان کو بھی نہیں مانتے اور ان کی توہین کرتے رہتے ہیں جیسا کہ یہ حضرات، حضرت زینب، حضرت رقیہ، حضرت ام کلثوم اور حضرت زینب کو دختران رسول ﷺ نہیں مانتے۔ اس سے زیادہ توہین اور ہتک عزت رسول ﷺ اور کیا ہوسکتی ہے۔ ان حضرات کی کتابوں میں تو یہ تک لکھا ہے: ان علیا علیہ السلام قال علی منبر کوفۃ یاایہا الناس ستدعون الی شیء فسبونی (اصول کافی ص 484) یعنی ''حضرت علیؓ فرماتے ہیں لوگو تمہیں میری دشنام طرازی کی دعوت دی جائے گی، پس ت ء م گالی گلوچ دے لینا۔'' شاباش!

کیا جو جھوٹ کا شکوہ تو یہ جواب ملا

تقیہ ھم نے کیا تھا ہمیں ثواب ملا

شیخ کشی نے بہ سند معتبر حضرت محمد باقر سے روایت کی ہے کہ ''ایک روز حضرت حسنؓ اپنے گھر کے دروازے پر بیٹھے تھے، ناگاہ ایک شیعی سوار آیا کہ اسے سفیان بن ابی یعلی کہتے تھے اس نے کہا السلام علیک یا مذل المومنین ''مومنوں کو ذلیل کرنے والے تجھے سلام۔'' (جلال العیون ص 228) بلکہ حضرت حسینؓ کے قاتل بھی شیعہ ہی تھے ''پس بیس ہزار مرد عراق نے امام حسینؓ کی بیعت کی جنہوں نے بیعت کی تھی انہوں نے ہی شمشیر امام حسینؓ پر کھینچی اور ہنوز بیعت ہائے امام حسینؓ ان کی گردنوں میں تھی کہ امام حسینؓ کو شہید کیا۔ (جلال العیون ص279 ج1)

حضرت علیؓ کا قاتل بھی شیعہ تھا۔ جلاء العیون میں ہے کہ عبدالرحمن بن ملجم قاتل حضرت علیؓ بھی شیعہ تھا۔ (ص199 ج ا)

بدنام خارجی توہین بغض عناد میں

پر بڑھ گئے ہیں رافضی شر و فساد میں!

توہین حضرت بتولؓ :

''پس جب ارادہ تزویج فاطمہؓ ہمراہ علیؓ ہوا، جناب فاطمہؓ سے پنہاں حضرت نے بیان کیا، جناب فاطمہؓ نے کہا کہ میرا آپ کو اختیار ہے، لیکن زنان قریش کہتی ہیں کہ علیؓ بزرگ شکم اور بلند دست ہے اور بند ہائے استخوان پراگندہ ہیں، آگے سر کے بال نہیں آنکھیں بڑی اور ہمیشی خندہ دہاں اور مفلس ہیں۔ (جلال العیون ص 130 ج 1) سوچنے کی بات یہ ہے کیا واقعی حضرت فاطمہؓ ایسی بازاری گفتگو کی خوگر تھیں حاشا حاشا کیا اس سے بڑھ کر بھی حضرت بتولؓ کی توہین ہو سکتی ہے؟ ہر گز نہیں۔ ایسی نام نہاد محبت سے خدا کی پناہ

ترا اژدہا گر بود یار غار

ازاں بہ کہ جاہل بود و غم گسار

یہ ہے اپ کے دعوے کی حقیقت کہ ہم لوگ یعنی شیعہ ثقلین (قرآن اور اہل بیت رسول ﷺ) کو ماننے والے۔

شیعی تفسیر قرآن :

رہا اہل بیت کی تفسیر۔ احادیث اور فقہ پر اعتماد کرنے کا سوال تو گزارش ہے کہ اگر ان بزرگون کی تفسیر احادیث اور فقہ صحیح اسناد کی ساتھ ہم تک پہنچ گئی ہوتیں تو ہمارے لیئے اس سے زیادہ خوشی کی بات اور کیا ہو سکتی تھی؟ مگر معاف کیا جائے اس گزارش کرنے پر کہ حضرات صحابہؓ سے بغض نے ''راویان اہل بیت'' کو کچھ اس طرح گرمایا کہ انہوں نے فضائل اصحاب ثلاثہ اور مناقبت دیگر صحابہؓ کا انکار کرنے کے لیے قرآن پاک کو غیر مکمل محرف اور مبدل قرار دے دیا تاکہ نہ رہے بانس نہ بجے بانسری۔ جیسا کہ ''اصول کافی، فصل الخطاب''۔ احتجاج طبرسی صافی سے ہم چار حوالے پہلے تحریر کر چکے ہیں۔ جب قرآن ہی آپ کے نزدیک غیر محفوظ ہے تو پھر اس کی تفسیر کے موجود ہونے کا دعویٰ کیسا؟

احادیث شیعہ :

شیعہ کتب حدیث کو جب دیکھا جاتا ہے تو.... ان کتب کے اندر تناقضات اور تضادات کے علاوہ ان کے راویان حضرات بھی ماشاء اللہ تقریباً سب ہی مناکیر، مجاہیل، کذاب، وضاع ہی دیکھنے میں آتے ہیں جیسا کہ حضرت شاہ عبدالعزیز دہلوی بحوالہ کتب شیعہ ضعفاء اور مجاہیل شیعی راویوں کے ناموں کی کھیپ بیان فرماتے ہیں :

فهؤلاء كلهم مجاهيل مع جماعة أخرى لاتكاد تحصى وقد روى عنهم شيوخهم كعلى بن ابراهيم وابنه ابراهيم ومحمد بن يعقوب الكليني وابن بابويه وأبي جعفر الطوسي وشيخه أبي عبدالله الملقب بالمفيد في صحاحهم التي أوجب العمل بما فيها مجتهدوهم وزعموا انها توجب العلم القطعي، نص على ذلك المرتضى والطوسي والحلي (تحفہ اثنا عشریہ ص 223)

حاصل ترجمہ یہ کہ تمام راوی مع اپنے ساتھیوں کے جو بے شمار ہیں، سب کے سب مجہول ہیں، لیکن ابوجعفر طوسی اور مفید ایسے شیعی مصنفوں نے اپنی ان صحاح میں جن شیعہ مجتہدین کے نزدیک عمل کرنا واجب ہے کئی راویوں کی احادیث کو جمع کیا ہے جیسا کی مرتضیٰ اور طوسی وغیرہ نے تصریح کی ہے۔''

ائمہ اہل بیت حرام، حلال میں مختار :

دو روایتیں بطور نمونہ ملاحظہ فرمالی جائیں علامہ حسین قمی نوادر میں ایک حدیث لائے ہیں :

عن محمد بن سنان قال : کنت عند أبی جعفر الثانی علیہ السلام فأجریت اختلاف الشیعۃ، فقال : یا محمد إن اللہ تبارک وتعالی لم یزل متفردا بوحدانیتہ ثم خلق محمدا وعلیا وفاطمۃ، والحسن والحسین فمکثوا ألف دہر، فخلق جمیع الاشیاء، فأشہدہم خلقہا وأجری طاعتہم علیہا وفوض أمورہا إلیہم، فہم یحلون ما یشاؤ ون . (تحفہ اثنا عشریہ ص 338)

''پہلے اللہ تعالیٰ واحد تھا، پھر حضرت محمد ﷺ علیؓ، فاطمہؓ، حسنؓ و حسینؓ کو پیدا فرمایا، پھر ایک ہزار زمانہ توقف کیا پھر ان کے سامنے دوسری چیزوں کو پیدا فرمایا اور ان لوگوں پر ان کی اطاعت فرض فرمائی اور مخلوق کے کام ان کے سپرد کردیئے جو چاہیں ان پر حلال کریں اور جو چاہیں حرام کریں۔''

غور کے قابل :

یہ بات ہے کہ اس کو حدیث کہا جا سکتا ہے؟ واقعہ یہ ہے کہ اہل بیت کی طرف اس کو منسوب کرنا حد درجہ نادانی ہے، کیونکہ حلال و حرام کا اختیار تو از خود صاحب وحی رسول اللہ ﷺ کو حاصل نہیں ہے، چہ جائیکہ کسی امتی کو یہ اختیار سونپ دیا جائے۔ يا أَيُّها النَّبِيُّ لِمَ تُحَرِّمُ ما أَحَلَّ اللَّهُ لَكَ (سورہ تحریم) میں اس قانون کو بیان فرمایا گیا ہے۔ کیا ایسی حدیثیں کبھی قابل اخذ و تمسک ہو سکتی ہیں؟ ہرگز نہیں۔

شیعان علی کا معراج!

ان علیا کان علی ناقۃ من نوق الجنۃ وبیدہ لوآء الحمد وحولہ شیعتہ . (تحفہ اثنا عشریہ ص 340)

''سفر معراج میں حضرت علیؓ جنت کی ایک اونٹنی پر سوار تھے اور ان کے ہاتھ میں حمد کا جھنڈا تھا اور ان کے شیعہ بھی ان کے ہمراہ تھے۔''

سوال یہ پیدا ہوتا ہے اگر تمام شیعوں کو معراج کی سعادت حاصل ہوئی تھی تو پھر حضرت محمد ﷺ کی کیا خصوصیت ہوئی؟

فقہ اہل بیت :

ساتھ ہی فقہ اہل بیت کا بھی ایک نمونہ دیکھتے چلیں تاکہ خوب اندازہ ہو سکے۔

عن ابی عبد اللہ علیہ السلام قال النظر الی عورۃ من لیس علم مثل نظر الی عورۃ الحمار : (فروع کافی جلد 2)

''امام صادق نے فرمایا کہ غیر مسلم مرد یا عورت کی شرم گاہ کی طرف دیکھنا ایسا ہے جیسا کہ گدھے کی شرم گاہ طرف دیکھ لیا۔''

حالت حیض میں وطی دبر، منکوحہ و مملوکہ اور چھوکری عاریتی، وقف اور امانت عورت متعہ سب کے ساتھ جائز ہے۔ (تحفہ اثنا عشریہ ص 528 باب مسائل نکاح)

(3) متعہ دوریہ جائز ہے۔ محقق ان کے کہتے ہیں کہ ہماری کتابوں سے ثابت ہے۔ لایجوز الکارہ۔ صورت اس وجہ کی ہے کہ ایک گروہ ایک عورت سے متعہ کریں اور دوسرے کی باری ٹھرائیں اور ہر ایک اس سے جماع کرے۔ (تحفہ اثنا عشریہ ص 530)

سبحان اللہ کیسی پاکیزہ فقہ ہے؟ شیعی فقہ اس قسم کے "لطیفوں" سے بھری پڑی ہے۔ حوالہ جات عند الطلب پیش کردیئے جا سکتے ہیں۔

تحقیق حدیث مدینۃ العلم :

رہا حضرت علیؓ کے اعلم ہونے حدیث انا مدینۃ العلم و علی بابہا سے استدلال ! تو جہاں تک حضرت علیؓ کی حالات علمی کا تعلق ہے وہ مسلم ہے، لیکن اس حدیث سے دوسرے صحابہ کرامؓ کے علم پر بلڈوزر پھیرنا کیونکر صحیح ہو سکتا ہے؟ علاوہ ازیں یہ روایت بجائے خود کسی کام کی نہیں، اتنی سخت ضعیف ہے کہ حافظ ابن الجوزی وغیرہ نے اس کو موضوع لکھا ہے۔ منہاج السنہ ص138ج4)

امام بخاری کہتے ہیں : انہ منکر ولیس لہ وجہ صحیح (یہ کسی طریقے سے بھی صحیح ثابت نہیں) یحیٰی بن معین کہتی ہیں : لا اصل لہ (اس کی کوئی اصل نہیں ہے) ابن دقیق العید کہتے ہیں ہذا الحدیث لم یثبتوہ (اہل حدیث کے نزدیک یہ حدیث ثابت نہیں) امام نووی ، امام ذہبی اور شمس الدین جزری نے بھی اس کے موضوع ہونے کی صراحت کی ہے (تحفہ اثنا عشریہ ص212 باب امامت) حضرت امام ابن تیمیہ نے بھی اس حدیث کو موضوع قرار دیا ہے (منہاج السنہ) ''قال البخاری انہ منکر، قال الترمذی انہ منکر غریب، وقال الشیخ محی الدین النووی والحافظ شمس الدین الذہبی و شمس الدین الجزری انہ موضوع ذکرہ ابن الجوزی فی الموضات.'' (تحفہ اثنا عشریہ ص431و432) بلکہ شاہ عبدالعزیز نے اس کے برعکس یہ ایک صحیح حدیث حضرت ابوبکر صدیقؓ کے اعلم ہونے کے بارے میں نقل کی ہے جس کے الفاظ یہ ہیں۔

ماصب اللہ شیئا فی صدری الا وقد صببتہ فی صدر ابی بکر رضی اللہ عنہ. (تحفہ اثنا عشریہ ص 332)

''اللہ تعالیٰ نے میرے سینے میں جو چیز بھی ڈالی، وہ میں نے ابو بکرؓ کے سینے ڈال دی۔''

علاوہ ازیں یہ بات ہے کہ نبی اپنی امت میں سب سے بڑا عالم ہوتا ہے اس لحاظ سے حضرت عمر اعلم امت ہیں نہ کہ حضرت علیؓ کیونکہ حدیث شریف میں آیا ہے کہ لو کان بعدی نبی لکان عمر. اگر میرے بعد نبوت جاری ہوتی تو عمر نبی ہوتے۔ تاہم اگر اس حدیث کو کسی درجے میں قابل استدلال ٹھہرا بھی لیا جائے تو اسے اس معنی میں تو لیا جا سکتا ہے کہ حضرت علیؓ بھی علم کے دروازوں میں سے ایک دروازہ ہیں۔ اس کے یہ معنی لینا کہ صرف وہی واحد دروازہ ہیں، یکسر غلط اور واقعات کے سراسر خلاف ہے۔ اس طرح تو تمام صحابہ کرامؓ سے مروی احکام و مسائل پر خط نسخ پڑ جاتا ہے جو صحیح سندوں سے ثابت ہیں جبکہ زیر بحث روایت سند کے لحاظ سے قابل التفات ہی نہیں۔

اہل بیت امہات المؤمنین ہیں :

آیت تطہیر میں اہل البیت سے مراد صرف آنحضرتﷺ، حضرت علیؓ، حضرت فاطمہؓ، اور حسنؓ و حسینؓ کو مراد لینا بالکل غلط ھے۔ کیونکہ آیت تطہیر کا سیاق و سباق صاف بتلا رہا ہے کہ یہ آیت ازواج مطہراتؓ کے حق میں نازل ہوئی ہے۔ اس سے پہلے یہ الفاظ ان کنتن، تردن، فتعالین امتعکن، اسرحکن، یأت منکن، یقنت منکم، یا نساء النبی لستن، ان اتقیتن. فلا تخضعن، قرن، ولا تبرجن واطعن۔ یہ تیرہ خطابات ازواج مطہراتؓ کو ہیں، جیسا کہ یا نساء النبی اور قل لازواجک روز روشن اور عیاں ہے اور پھر اس کے بعد ان احکامات کی وجہ بیان فرما لیُذہِبَ عَنکُمُ الرِّجسَ أَهلَ البَيتِ وَيُطَهِّرَكُم تَطهيرًا ''(پیغمبر) گھر والو اللہ تعالیٰ اور کچھ نہیں یہ چاہتا ہے تم سے (ہر طرح کی) گندگی و ناپاکی دور کردے۔ یہاں ازواج مطہرات کو اہل بیت سے تعبیر فرمایا اور پھر اس کے بعد والی آیت میں کسی نئے خطاب کے ان کو یوں ارشاد فرمایا وَاذكُرنَ ما يُتلىٰ فى بُيوتِكُنَّ ۔

جواب نمبر2 :

اہل بیت سے بیویوں کو خارج کرنا محاورے کے بھی خلاف ہے۔ کیونکہ عربی میں بیوی کو اھل بیت اور فارسی میں اہل خانہ اور اردو میں گھر والے کہا جاتا ہے۔

ہم نساء النبیﷺ لانہن فی بیتہ وہو روایۃ سعید بن مسیب عن ابن عباس وہو قول عکرمۃ و مقاتل. (تفسیر خازن ص213ج5)

''اہل بیت سے مراد نبی کی بیویاں ہیں کیونکہ وہی آپﷺ کے اہل خانہ ہیں۔''

یہی سعید بن مسیبؒ نے ابن عباسؓ سے روایت کیا ہے عکرمہ اور مقاتل کا بھی یہی قول ہے۔

والظاہر ان المراد بہ بیت الطین والخشب لا بیت القرابۃ والنسب. (تفسیر روح المعانی ص13ج22)

''ظاہر ہے کہ اس سے مٹی اور لکڑیوں والا گھر مراد ہے قرابت اور نسب والا گھر نہیں۔''

اس کی تائید قرآن پاک کی اس آیت سے بھی ہوتی ہے جو شیعہ سنی کتب خصوصا تفسیر صافی کے مطابق حضرت سارہؓ کے تعجب کا جواب میں اتری ہے :

قالوآ أَتَعجَبينَ مِن أَمرِ اللَّهِ ۖ رَ‌حمَتُ اللَّهِ وَبَرَ‌كـٰتُهُ عَلَيكُم أَهلَ البَيتِ ۚ إِنَّهُ حَميدٌ مَجيدٌ ﴿٧٣﴾... سورة هود

''فرشتے کہنے لگے : کیا تو اللہ کی قدرت پر تعجب کرتی ہے؟ اے گھر والو! تم پر اللہ کی رحمت اور برکت ہے۔''

اور مسلم شریف میں یہ صراحت بھی موجود ہے۔

«فقال لہ حصین ومن اہل بیتہ یا زید؟ الیس نساء ہ من اہل بیتہ» (مسلم شریف ص279ج2)

یعنی ازواج مطہرات اہل بیت ہیں۔

ملحوظہ :

جن روایات میں ازواج النبی کے اہل بیت نہ ہونے کا شبہ ہوتا ہے ان کا مطلب صرف یہ ہے کہ ازواج مطہرات پر صدقہ حلال ہے اور بس۔ علاوہ ازیں حضرت عباسؓ اور ان کی اولاد کےلئے لفظ اہل بیتی حدیث میں موجود ہے۔

«اشتمل علیھم بملائہ ثم قال رب ہذا عمی وصنوابی وہولاء اہل بیتی» (بروایت ابی اسید ساعدی – بیہقی، ابن ماجہ از تحفہ اثنا عشر ص410)

اس بات میں کوئی شبہ نہیں کہ آنحضرت ﷺ نے حضرت علیؓ، فاطمہؓ، حسنؓ، حسینؓ کو بالتبع اہل بیت میں شامل کیا ہے کہ اصالتاً ورنہ تحصیل حاصل لازم آئے گی اور آنحضرت ﷺ جیسی ذات والاصفات سے ایسا کلام ممکن نہیں۔ پھر اگر تطہیر سے حضرت علیؓ اور ین کے خاندان کی ''عصمت'' ثابت کرنے کا شوق ہے تو چشم ما روشن دل ماشاد ضرور کی جائے مگر ان کی ''عصمت'' کے ساتھ ساتھ اصحاب ثلاثہؓ کی عصمت پر ایمان لانا ہوگا۔ کیونکہ اس آیت سے زیادہ مفصل آیت ان قدسیوں کے حق میں نازل ہو چکی ہے پڑھیے اور ایمان تازہ کیجئے۔

لاکھوں چھپایا راز محبت نہ چھپ سکا

آنکھوں نے رو کر یار سے اظہار کر دیا

سوال دوم :۔ بخاری، مسلم اور ترمذی میں الفاظ ہیں :

لا یزال ہذا الدین قائما عزیزا حتی یکون فیھم اثنا عشر خلیفۃ الی یوم القیامۃ۔

اس حدیث سے ہمارے بارہ امام ہی مراد ہیں کیونکہ آپ لوگ بارہ خلفاء کی تعداد میں یزید کو بھی شامل کر لیتے ہیں جو کہ خلیفہ نہیں اور معاویہ بھی خلیفہ نہیں کیونکہ آپ کی کتابوں میں ہے الخلافۃ بعدی ثلاثون عاما ثم یصیر ملکا عضوضا یہ حدیث اوپر کی حدیث کے منافی ہے اس لیئے آپ جن خلفاء کو پہلی حدیث کا مصداق بناتے ہیں۔ ان کی مدتیں تیس سال سے زائد ہے۔

جواب : ۔ پہلی حدیث مین نقل کردہ الفاظ باوجودتلاش کثیرمجھے اس وقت تک نہیں مل سکے ۔تاہم اس سے ملتے جلتے الفاظ موجودہیں :

1........عن جابر بن سمرۃ سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال یقول لایزال الدین قائما حتی یکون علیکم اثنا عشر خلیفۃ کلھم تجتمع علیہ الامۃ ۔(سنن ابی داوٗد ص588)

2.......لایزال الدین قائما حتی تقوم الساعۃ (صحیح مسلم ص119)

3.......یکون من بعدیا ثنا عشر أمیرا (جامع ترمذی)

ان روایات کا مفادیہ ہے کہ قیامت تک 12 خلفاء اور امراء ہوں گے ، یعنی صاحب اقتدار اور صاحب امر ہوں گے جیسے کہ ''لایزال الدین قائما حتی تقوم الساعۃ'' کی الفاظ سے واضح ہے اور شیعہ اور سنی دونوں کے مطابق خلیفہ اور حاکم میں یہ اوصاف ہونے ضروری ہیں :

(1)مومن خالص اور نیک سیرت ہونا ۔ (2) دین کی حفاظت اور صیانت کرنا ۔ (3) امن قائم کرنا ۔ (4) اقامت نماز ۔ (5) زکوۃ اور بیت المال کا انتظام کرنا ۔ (6) امر بل لمعروف

(7) نہی عنالمنکر (8) جہاد جاری رکھنا (9) ہادی ہونا

(10) صبر اور عزیمت کا حامل ہونا ۔ چنانچہ پہلے تین اوصاف کا وَعَدَ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا والی آیت (سورہ نورپ 18) میں ذکر ہے اور 4 سے لے کر 7 تک الَّذِينَ إِن مَّكَّنَّاهُمْ فِي الْأَرْضِ أَقَامُوا الصَّلَاةَ وَآتَوُا الزَّكَاةَ وَأَمَرُوا بِالْمَعْرُوفِ وَنَهَوْا عَنِ الْمُنكَرِ ۗ وَلِلَّهِ عَاقِبَةُ الْأُمُورِ کی آیت میں بیان ہے اور وصف نمبر 8 ابْعَثْ لَنَا مَلِكًا نُّقَاتِلْ فِي سَبِيلِ اللَّهِ سورہ بقرہ آیت 24 میں مذکور ہے اور وصف 9، 10 وَجَعَلْنَا مِنْهُمْ أَئِمَّةً يَهْدُونَ بِأَمْرِنَا لَمَّا صَبَرُوا ۖ وَكَانُوا بِآيَاتِنَا يُوقِنُونَ (سورہ سجدہ :24) میں موجود ہے ۔ ان اوصاف اور شروط کے علاوہ اور بھی کافی شروط ہیں جن کی تفصیل بڑی کتابوں میں آگئی ہے ۔ خود حجرت علیؓ نہج البلاغۃ کے خطبہ 40 میں فرماتے ہیں :

اِنہ لابد للناس من أمیر برأو فاجر یعمل فی إمرتہ المؤمن ویستمتع فیھا الکافر ویبلغ اللہ فیھا الأجل وتجمع بہ الفئ، ویقاتل بہ العدو. وتأمن بہ السبل. ویؤخذ بہ للضعیف من القوي حتی یستریح بہ بر ویستراح من فاجر (نہج البلاغۃ ص)

یعنی لوگوں کےلیے اچھے یا برے امیر کا ہونا لازم ہے تاکہ اس کے دور حکومت میں مومن اطمینان سے اللہ کی عبادت میں لگا رہے اور کافر بھی فائدہ اٹھائے اور اللہ تعالیٰ لوگوں کو فتنہ فساد سے محفوظ رکھے ، ان کی طبعی عمروں تک پہنچائے ۔ خراج اور واجبات وصول کیے جائیں اور جہاد کا سلسلہ جاری رکھا جائے اور راستے پرامن ہوں اور طاقت والے سے ضعیف کا حق واگزار کیا جائے تاکہ نیکوکار آرام حاصل کرے اور بدکار سے نجات حاصل ہو۔''

ان تصریحات کے بعد اس ازراہ نوازش شیعہ حضرات کے پسندیدہ اور تجویز کردہ ائمہ کرام میں سے کسی اسے ایک امام کا نام بتایا جائے جو تجتمع علیہ الامۃ اور حضرت علیؓ کی بیان کردہ مذکورہ بالا شروط و اوصاف کا حامل گزرا ہو بلکہ شیعہ ذاکرین حضرت علیؓ کا نام نامی اور اسم گرامی بھی پیش نہیں کر سکتے ۔ گو ہمارے نزدیک آپ برحق خلیفہ وراشدہ ہیں ۔ ''هَاتُوا بُرْهَانَكُمْ إِن كُنتُمْ صَادِقِينَ .''

اس سلسلے میں اہل علم کے دو مسلمہ قاعدے ذہن میں رکھے جائیں ۔ ''الشيء خلاعن مقصودہ لغا جوچیز اپنے مقصود سے خالی ہوتی ہے لغو ہوتی ہے ۔ الشيء اذا ثبت ثبت بلوازمہ ہر چیز جب ثابت ہوتی ہے تو وہ اپنے تمام لوازمات کے ساتھ ثابت ہوتی ہے ۔

بنا بریں سوائے حضرت علیؓ اور حضرت حسنؓ کے اثنا عشری حضرات کے بارہ اماموں کے دور اقتدار کی پوری حکومتی تفصیلات یعنی طرز حکومت ، فتوحات ، اصلاحات وغیرہ لوازمات حکومت کے ساتھ بتایا جائے کہ ان خلفاء کے زمانوں میں اقامت صلوۃ ، وصولی زکوۃ ، انفاذ حدود ، قصاص ، احتساب ، جنایات ، جہاد اور ایسے دوسرے اہم مسائل پر مکمل عمل

در آمد ہوتا رہا یا نہیں۔

بارہ خلفاء :۔

مجوائے حدیث کلھم تجتمع علیہ الامۃ – (سنن ابی داؤد ص588) اور بارہ خلفاء یہ ہیں

(1) حضرت ابو بکر صدیقؓ (2) حضرت عمر فاروقؓ

(3) حضرت عثمان غنیؓ (4) حضرت علیؓ

(5) حضرت معاویہؓ (6) یزید بن معاویہؒ

(7) عبدالمالک بن مروان (8) ولید بن عبدالملک

(9) سلیمان بن عندالملک (10) حضرت عمر بن عبدالعزیز

(11) یزید بن عبدالملک (12) ہشام بن عبدالمالک۔

تاریخ شاہد ہے کہ یہ بارہ خلفاءاپنے اپنے دور خلافت میں پوری اسلامی دنیا کے واحد خلیفہ اور بلا شرکت غیرے امیر المؤمنین تھے۔

اور یزید بن ولید کے قتل کے بعد آج تک کوئی بھی ان جیسا خلیفہ یا حکمران نہیں گزرا جس کا اقتدار پوری اسلامی دنیا کو محیط ہو۔۔۔ عربی۔۔۔۔۔

شیعی بارہ امام اس حدیث کا مصداق نہیں ہیں :

رہا یہ خیال کہ حدیث اثناء عشر امیر اسے مراد شیعہ حضرات کے بارہ امام مراد ہیں تو یہ ہر گز درست نہیں، چنانچہ امام ابن کثیر آیت وبعثنا منھم اثنی عشر نقیبا کے ذیل فرماتے ہیں۔ ولیس المراد بھولاء الخلفاء الاثنی عشر الائمۃ الذین یعتقد فیھم الاثنا عشریۃ من الروافض لجھلھم وقلۃ عقلھم (تفسیر ابن کثیر ص104 ج3) کہ "ان بارہ خلفاء سے مراد وہ بارہ امام نہیں جن کا اپنی بے علمی اور کم عقلی کی وجہ سے شیعہ حضرات اعتقاد رکھتے ہیں۔

سوال نمبر 3 :۔ باغ فدک سے محرومی پر حضرت فاطمۃ الزہراء تادم مرگ ناراض رہیں۔ فغضبت حتی توفیت (بخاری) فاطمۃ بضعۃ منی من اغضبھا اغضبنی (بخاری) چنانچہ صغریٰ کبریٰ سے اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی ناراضی بھی ثابت ہوتی ہے ایسے اصحاب ثلاثہ بہشتی اور مغفور کیوں کر قرار پائے؟ یا للعجب، حضرت علیؓ اور حضرت عباسؓ شیخین کے حق میں کہتے تھے، کاذبا خائنا خاورا- جیسا کہ حضرت عمرؓ نے خود اعتراف بھی کر لیا تھا (صحیح بخاری) لہٰذا آپ کے پاس کوئی صحیح جواب ہو تو تحریر کریں۔

جواب :۔ اولاً یہ ہے کہ حضرت فاطمہؓ کی ناراضی والی حدیث تو حضرت علیؓ کے بارے میں ہے۔ فاطمۃ بضعۃ منی فمن اغضبھا فقد اغضبنی ص532 بخاری) پھر آپ کے درج شدہ الفاظ صحیح نہیں ہیں آپ نے فغضبت حتی توفیت کو فمن اغضبھا فقد اغضبنی کے ساتھ ملا کر غضب کر دیا۔ آخری الفاظ تو حضرت علیؓ کے متعلق ہیںؓ پھر اس سے صغریٰ کبریٰ نکالتے ہوئے حضرت ابو بکر صدیقؓ کو (معاذاللہ) اس کا مصداق قرار دیا ہے جو کہ سراسر ظلم ہے ثانیاً بخاری شریف میں فغضبت حتی توفیت کے ساتھ دوسرے الفاظ بھی ہیں جو یہ ہیں۔

عن عائشۃ فقال لھما أبو بکر : سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یقول : لا نورث، ما ترکناہ صدقۃ، إنما یأکل آل محمد من ہذا المال. قال أبو بکر : واللہ لا أدع أمراً رأیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یصنعہ فیہ إلاّ صنعتہ. قال : فہجرتہ فاطمۃ علیہا السلام فلم تکلّمہ حتی ماتت (بخاری شریف ص995، 996)

اس روایت میں حضرت ابو بکرؓ کی معذرت اور اس کی دلیل جس کے بعد حضرت فاطمہ کا دوبارہ مطالبہ نہ کرنا صاف طور پر ذکر ہے اور فہجرت کا معنی یہ ہے کہ پھر جناب فاطمہؓ نے جناب ابو بکرؓ سے فدک کے معاملے پر ملاقات نہیں کی اور پھر چھ ماہ کے بعد اپنے ابا جی ﷺ کو جا ملیں اور بخاری کی دوسری حدیث میں وجدت کا لفظ بھی آیا ہے۔ جس کا معنی ندمت اور حزنت ہے اس لیے اب معنی یوں ہو گا کہ حضرت صدیقؓ سے آپ نے جب معقول جواب سنا تو اپنے دعوے پر نادم ہوئیں اور غضبت کا معنی یہ بھی ہو سکتا ہے کہ انہیں اپنے آپ پر غصہ آیا ہو۔

جواب 2 : ۔ اغضاب اور غضب میں نمایاں فرق ہے۔ اغضاب کا معنی بلاوجہ ناراض کرنا ہوتا ہے لیکن حضرت ابو بکر صدیقؓ نے تو حدیث ''لا نورث، ما ترکناہ صدقۃ'' کی وجہ سے مجبوری کا اظہار فرما رہے ہیں اور حضرت ابو بکر صدیقؓ کا یہ راست فیصلہ وما اٰتاکم الرسول فخذوہ کے عین مطابق تھا۔

بجرم عشق تو میکشند و غوغا ئیت

تو نیز سر بام آکہ خوش تماشہ الیت

حضرت فاطمہ کی یہ ناراضگی اور رنجیدگی محض غلط فہمی کی بناء پر تھی اور اہل اللہ کی ایسی رنجیدگی جس کی بنیاد غلط فہمی پر ہو اس کا کوئی نتیجہ نکالنا صحیح نہیں ہوتا۔ ورنہ حضرت ہارونؑ پر حضرت موسیٰؑ ناراض ہو گئے تھے، تو کیا حضرت ہارونؑ مغضوب علیہ قرار پائیں گے؟ ہر گز ہر گز نہیں۔

جواب 3 : حضرت فاطمہؓ اور حضرت ابو بکرؓ کی صلح ہو گئی تھی جیسا کہ بیہقی نے نقل کیا ہے۔

روی البیہقی من طریق الشعبی أن أبا بکر عاد فاطمۃ فقال لہا علی ہذا أبو بکر یستأذن علیک قالت أتحب أن آذن لہ قال نعم فأذنت لہ فدخل علیہا فترضاہا حتی رضیت (حاشیہ بخاری شریف ص532ص 1)

''حضرت ابو بکرؓ نے حضرت فاطمہؓ کو راضی کر لیا اور وہ راضی ہو گئیں۔''

علاوہ ازیں حضرت ابو بکرؓ نے بقول شیعہ مصنف کے فدک بھی حضرت فاطمہؓ کو دے دیا۔ (ملاحظہ ہو: اصول کافی ص 355) اور شیخ ابن مطہر حلی نے بھی منہاج الکرامہ میں اعتراف کیا ہے:

لما وعظت فاطمۃ ابا بکر فی فدک ۔ کتب لہا کتابا و ردہا علیہا اور حجاج السالکین میں ہے:

فقالت: واللہ تفعلن فقال واللہ لأفعلن فقالت اللہم اشہد فرضیت بذالک وأخذت العہد علیہ. (تحفہ اثنا عشریہ فارسی ص 279)

زلیخا نے کیا خود پاک دامن ماہ کنعاں کا

حضرت ابو بکر صدیقؓ نے حجرت فاطمہؓ کو فدک کی تحریر لکھ دی تھی۔ (جلاء العیون اردو ص 151)

حضرت علیؓ پر ناراضگی : ۔

جیسا کہ ہم نے اوپر اشارہ کیا ہے اس کے بر عکس من اغضبہا فقد اغضبنی حضرت علیؓ کے حق میں وارد ہیں۔ جیسا کہ خود شیعہ لٹریچر میں موجود ہے۔ جلاء العیون ص 137 اور ص 63، 62 مترجم اردو کو ملاحظہ کر لیا جائے۔ حضرت امام صادق سے روایت ہے کہ حضرت علیؓ نے ابو جہل کی بیٹی (جمیلہؓ) سے نکاح کرنا چاہا۔ جناب فاطمہؓ ناراض ہو کر میکے چلی آئیں، حجرت نبی ﷺ نے جناب امیر کو کہا کہ جاؤ ابو بکرؓ اور عمرؓ کو بلاؤ، پس جناب امیر گئے۔ ابو بکر و عمرؓ کو بلا لائے، جب نزدیک رسول خدا ہوئے تب آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: یا علی!

تم نہیں جانتے کہ فاطمہ میرے پارہ تن ہے اور میں فاطمہؓ سے جس نے اسے ایذاء دیا اس نے مجھے ایذء دیا الخ۔ اور بالکل یہی واقعہ ہماری کتب احادیث میں بھی موجود ہے چنانچہ ترمذی شریف میں ہے۔

عن عبداللہ بن الزبیر، أن علیاً ذکر ابنۃ أبی جہل، فبلغ النبی، فقال إنما فاطمۃ بضعۃ منی، یؤذینی ما آذاہا، و ینصبنی ما أنصبہا (ص549ج2)

حضرت عبداللہ بن زبیرؓ سے روایت ھے کہ حضرت علیؓ نے ابوجہل کی بیٹی سے نکاح کرنا چاہا تو جب آنحضرتﷺ کو اطلاع پہنچی تو فرمایا کہ فاطمہؓ میرا گوشہ جگر ہے، جو چیز فاطمہؓ کو تکلیف دہ ہے وہ مجھے بھی تکلیف دہ ہے، جو چیز اس کیلیے بوجھ کا سبب ہے وہ میرے لیے بھی ہے۔ (مسلم شریف ص290ج2)

اسی طرح شیعہ اصول کے مطابق توصغریٰ کبریٰ جوڑ کر حضرت علیؓ کے حق میں بھی وہی نتیجہ اخذ کیا جا سکتا ہے جو نتیجہ حضرت ابوبکر صدیقؓ کے حق میں نکالنے کی ناکام کوشش کی جاتی ہے۔ فرمائیے کیا آپ کے اصول کے مطابق حضرت علیؓ مغضوب علیہ ہوگئے۔ یا للعجب۔ اس گھر کو آگ لگ گئی گھر کے چراغ سے۔ بحمداللہ ہمارے نزدیک لاریب حضرت علیؓ اپنے پیشرؤں کی طرح جنتی ہیں چوتھے درجہ اور چوتھے خلیفہ برحق تھے۔

خلفاء ثلاثہ مغفور اور جنتی ہیں:

خلفاء ثلاثہؓ کے جنتی ہونے پر دلائل یہ ہیں، چند آیات ملاحظہ ہوں:

الَّذينَ ءامَنوا وَهاجَروا وَجٰهَدوا فى سَبيلِ اللَّهِ بِأَموٰلِهِم وَأَنفُسِهِم أَعظَمُ دَرَجَةً عِندَ اللَّهِ وَأُولٰئِكَ هُمُ الفائِزونَ ٢٠ يُبَشِّرُهُم رَبُّهُم بِرَحمَةٍ مِنهُ وَرِضوٰنٍ وَجَنّٰتٍ لَهُم فيها نَعيمٌ مُقيمٌ ٢١ ... سورة التوبة

''جو ایمان لائے اور ہجرت کی اور جہاد کیا اللہ کی راہ میں مالوں کے ساتھ اور جانوں کے ساتھ، یہی لوگ اللہ کے ہاں درجے میں بڑے ہیں اور یہی فلاح پانے والے ہیں۔ ان کا رب ان کو اپنی رحمت رضامندی اور جنت کی نوید سناتا ہے اور ان کے لیے اس جنت میں دائمی نعمتیں ہیں۔''

إِنَّ اللَّهَ اشتَرىٰ مِنَ المُؤمِنينَ أَنفُسَهُم وَأَموٰلَهُم بِأَنَّ لَهُمُ الجَنَّةَ ١١١ ... سورة التوبة

''اللہ تعالیٰ نے مومنین سے ان کی جانوں اور مالوں کو اپنی جنت کے عوض خرید لیا ہے۔''

أُولٰئِكَ كَتَبَ فى قُلوبِهِمُ الإيمٰنَ وَأَيَّدَهُم بِروحٍ مِنهُ وَيُدخِلُهُم جَنّٰتٍ تَجرى مِن تَحتِهَا الأَنهٰرُ خٰلِدينَ فيها رَضِىَ اللَّهُ عَنهُم وَرَضوا عَنهُ أُولٰئِكَ حِزبُ اللَّهِ أَلا إِنَّ حِزبَ اللَّهِ هُمُ المُفلِحونَ ٢٢ ... سورة المجادلة

''یہ وہ لوگ ہیں کہ اللہ نے جن کے دلوں کی تختیوں میں ایمان کندہ کر دیا ھے اور ان کی غائب سے تائید فرمائی ھے اور انہیں ایسی جنت میں داخل فرمائے گا جس کے نیچے نہریں چلتی ہیں اللہ تعالیٰ ان سے راضی ہوگیا اور وہ اللہ پر خوش ہوگئے یہی اللہ کی جماعت ہے اور خبردار اللہ کی جماعت ہی فلاح پانے والی ہے۔''

وَالسّٰبِقونَ الأَوَّلونَ مِنَ المُهٰجِرينَ وَالأَنصارِ وَالَّذينَ اتَّبَعوهُم بِإِحسٰنٍ رَضِىَ اللَّهُ عَنهُم وَرَضوا عَنهُ وَأَعَدَّ لَهُم جَنّٰتٍ تَجرى تَحتَهَا الأَنهٰرُ خٰلِدينَ فيها أَبَدًا ذٰلِكَ الفَوزُ العَظيمُ ١٠٠ ... سورة التوبة

لٰكِنِ الرَّسولُ وَالَّذينَ ءامَنوا مَعَهُ جٰهَدوا بِأَموٰلِهِم وَأَنفُسِهِم وَأُولٰئِكَ لَهُمُ الخَيرٰتُ وَأُولٰئِكَ هُمُ المُفلِحونَ ٨٨ ... سورة التوبة

اور بھی ایسی بے شمار آیات قرآنیہ ہیں جن میں ان قدسیوں کے محامد و محاسن اور مناقب و فضائل کے تذکرے موجود ہیں۔ بلکہ خود شیعہ کی کتابیں بھی خلفاء ثلاثہ کے فضائل سے بھری پڑی ہیں چند حوالے نگارش کیے دیتا ہوں فروع کافی ص146ج3۔ تفسیر حسن عسکری ص231 تفسیر آیت غار تفسیر قمی ص157 تفسیر آیت غار۔ کشف الغمۃ 220 مطبوعہ

ایران احتجاج طبرسی۔ مجمع البیان 28 آیۃ الذی بالصدق وغیرہ۔

آخری بات اور اس کا جواب:

آخر میں جو یہ لکھا ہے کہ ''حضرت علیؓ اور حضرت عباسؓ شیخین کو کاذب، آثم، خائن اور غادر سمجھتے تھے اور حضرت عمرؓ نے اس کا اعتراف بھی کرلیا تھا۔''

اس کے جواب میں گزارش ہے کہ یہ بھی کم علمی کی دلیل ہے۔ حضرت عمرؓ نے اعتراف نہیں کیا بلکہ حضرت علیؓ اور حضرت عباسؓ کو بطور تنبیہ ایسا فرما رہے ہیں کہ جو فیصلہ حضرت ابوبکرؓ نے آنحضرت ﷺ کے حکم کی تعمیل ما ترکنا صدقۃ صادر فرمایا اور میں نے اسی کو بحال رکھا، کیا تم لوگ مجھے اور حضرت ابوبکرؓ کو تعمیل ارشاد نبوی ﷺ میں کاذب، آثم، غادر اور خائن سمجھتے ہو حالانکہ خدا جانتا ہے کہ میں اپنے موقف میں صادق، بار، راشد اور متبع حق ہوں اصل الفاظ یہ ہیں۔ واللہ یعلم انی الصادق بار راشد تابع للحق (صحیح مسلم ص 91 ج 2)۔ یہ تو روزمرہ کا محاورہ ہے کہ جب کسی شریف آدمی کو ناکردہ گناہ میں دھر لیا جاتا ہے تو وہ بطور استفہام اور استعجاب کے ایسے الفاظ استعمال کرتا ہے۔ جیسے کسی کو چوری کا الزام دیا جائے تو وہ کہے گا کہ کیا تم مجھے چور سمجھتے ہو؟ اس کے کہنے کا یہ مطلب ہرگز نہیں ہوتا کہ وہ اعتراف جرم کر رہا ہے بلکہ مطلب یہ ہوتا ہے کہ جب تم جانتے ہو کہ میں ایسا ہرگز نہیں ہوں تو میرے متعلق تمہیں اسکا شبہ کیوں گزرتا ہے؟ فاعھم ولاتکن من المعاندین، جناب والا اسی مسلم شریف میں ہے کہ جب حضرت ابوبکرؓ نے حضرت علیؓ کو ٹھوس جواب دے کر مطمئن کر دیا تو حضرت علیؓ نے تمام رنجش اور خلش بھلا کر بیعت کر لی تھی اصل الفاظ یہ ہیں۔

ثم قام علی فعظم من حق ابی بکر وذکر فضیلتہ وسابقتہ ثم مضی الی ابی بکر فبایعہ. (صحیح مسلم ص 92 ج 2)

"کیا حضرت علیؓ نے کاذب، آثم اور غادر خائن کی بیعت کی تھی؟ جب وہ مل بیٹھے تھے تو آپ لوگوں کو کیوں اعتراض ہے؟ علاوہ ازیں۔ مسلم شریف ج 2 ص 90 پر یہی الفاظ حضرت عباسؓ سے بھی مذکور ہیں جن کا حدف حضرت علیؓ ہیں، حضرت عمر فاروقؓ کی عدالت میں حضرت عباسؓ و علیؓ دونوں پیش ہوتے ہیں۔ حضرت عباسؓ ان القابات کے ساتھ حضرت علیؓ کے خلاف دعویٰ دائر کرتے ہیں

فقال عباس یاامیر المومنین !اقض بینی وبین ہذا الکاذب الاثم الغادر الخائن. (مسلم ص 90 ج 2 بروایت مالک بن انس)

اب حضرت علیؓ کی طرف سے جو جواب ہوگا ہماری طرف سے حضرت فاروقؓ کے حق میں بھی قبول فرمالیا جائے۔ ہذا آخر ما اردنا فی ہذہ الساعۃ وان تعودوا نعد ان شاء اللہ۔

ھذا ما عندي واللہ أعلم بالصواب

فتاویٰ محمدیہ

ج1ص105

محدث فتویٰ